

تو سویرا میرا

ڈاکٹر زوہا آصف

توسویر امیر از زوہا آصف

باب بارہ

نوٹ:

اس ناول کے تمام جملہ حقوق رائٹر زوہا آصف کے نام محفوظ ہیں۔

کسی بھی فرد یا ادارے یا دوسری ویب سائیٹ کو رائٹر کی اجازت کے بغیر اس کی اشاعت کا اختیار نہیں۔

ایسا کرنے والے کے خلاف قانونی کاروائی عمل میں لائی جائے گی۔

شکریہ

زوہا آصف

ZOHA ASIF

انتساب

ان تمام لوگوں کے نام جو اپنی اندھیروں بھری زندگیوں میں سویرے کی تلاش میں ہیں، روشنی آپ کی منتظر ہے!

ZOHA ASIF

باب بارہ؛ ضمیر کی آواز

وہ رات سے جس پوزیشن میں بیٹھی تھی، اب بھی ویسے ہی موجود تھی، اس میں اتنی بھی سکت نہیں تھی کہ سیدھی ہو کر لیٹ جاتی، یہ صرف جسمانی تھکاوٹ نہیں تھی بلکہ ذہنی انتشار تھا جو اسے چین نہیں لینے دے رہا تھا، نہ کسی سمت، نہ کسی صورت۔

اس نے ہمت کر کے اٹھنا چاہا، مگر جسم جیسے جامد ہو چکا تھا، جانے گھٹنے سے وہ یوں بیٹھی تھی، تکلیف تھی کہ بڑھتی ہی جا رہی تھی۔

اس نے مشکل سے گردن موڑ کر گھڑی پر وقت دیکھا، صبح کے دس بج رہے تھے، کھڑکی کھلی ہونے کے باعث اسے لان کا شور سنائی دے رہا تھا۔ وہاں ہر کوئی تیاریوں میں مصروف تھا، ہر سو خوشی چھائی تھی اور ایک اس کا دل تھا جہاں ویرانی آ پڑی تھی۔

ایک بار پھر رات کا سارا منظر اس کی آنکھوں کے سامنے لہرایا، تکلیف سے اس نے آنکھیں زور سے بند کر لیں تھیں۔

عماد کا اس کے کمرے میں آنا، اس سے خالدہ کی دوائیوں کے بارے میں پوچھنا، پھر ادراک ہونے پر اس سے ہر تعلق ختم کر دینا، تعلق تو خیر وہ اسی دن ختم کر چکا تھا جب اس نے اس کے کردار پر کیچڑ اچھالا تھا، لیکن۔۔۔

ایک سیکنڈ۔۔۔

اس کے دماغ میں جیسے جھماکہ سا ہوا۔

اگر وہ تعلق اسی دن ختم کر چکا تھا، پھر وہ اس سے بدلہ کیوں لے رہی تھی؟

تعلق ختم کرنے کی وجہ بھی بالکل غلط نہ تھی، اگر کوئی اس کے کردار پر بکواس کرتا تو وہ بھی یقیناً یہی کرتی۔
اس کا دماغ درد کی شدت سے پھٹنے لگا۔
"نہیں اس نے مجھ سے برا رویہ رکھا تھا، میں نے بس اس لیے۔۔" اس کے دماغ نے لاجک پیش کی۔
"برا رویہ؟ تم کسی کے پاک کردار پر داغ لگانے کی کوشش کرو، اور نہ صرف اس کے بلکہ ایک لڑکی کی ذات پر بھی بہتان گڑھ دو وہ بھی صرف اس لئے کہ تم محبت میں حد سے زیادہ جذباتی ہو گئی تھی یا شاید احمق بھی؟" دل نے فوراً دماغ کے خیالات کی نفی کی۔
"محبت میں جذباتی ہوتا ہی ہے انسان، میں نے کچھ غلط۔۔" اس کا دماغ ایک نئے جواب کے ساتھ حاضر تھا۔
"لیکن محبت میں سفاکیت اور خود غرضی نہیں ہوتی، آپ کا محبوب آپ کو اپنے زیادہ عزیز ہوتا ہے، اس کی عزت آپ کو اپنی عزت سے زیادہ پیاری ہوتی ہے ہر طرح سے، پھر فروہ عزیز یہ کیسے ممکن ہے کہ تم اتنا نہ برداشت کر پائی کہ وہ کسی اور عورت کی محض عزت کر رہا تھا؟" دل کے سوال پر جیسے اس کا دماغ سائیں سائیں کرنے لگا۔
"ایک عورت اپنے مرد کی زندگی میں دوسری عورت برداشت نہیں کر سکتی" دماغ نے ایک کمزور سی دلیل تھی۔
"یہ دنیا کا سب سے بڑا جھوٹ ہے فروہ! آپ کے مرد کی زندگی میں ہمیشہ دوسری عورتیں ہوں گی، اس کی ماں، بہنیں، اور پھر کل کو آپ کی بیٹی، تو کیا آپ اسے ان عورتوں سے بھی محروم رکھیں گے کیونکہ آپ سے یہ برداشت نہیں ہوتا کہ اس کی زندگی میں اور عورتیں ہوں؟ اگر آپ کا جواب ہاں ہے تو فروہ اسلم شاید عماد نے جو کیا وہ بالکل ٹھیک کیا" دل کے جواب پر اسے اپنے سر میں شدید ٹیسیں اٹھتی ہوئیں محسوس ہوئی تھیں۔
"مگر۔۔ میں نے خالہ جان۔۔" جب اپنی لاجک سے اپنے ہی آپ کو متفق نہ کر پائی تو دوسرا جواز لے کر حاضر ہوئی۔
"نہیں سوچنا بھی مت، تم آخر کب سے اتنی سنگدل بلکہ بے حس ہو گئی کہ کسی دوسرے کی بدلے کی آگ میں خود جلنے لگی؟ جو سازشیں کسی اور کی تھیں اور تم بس ایک کٹھپتلی، اس میں تم کیسے ایندھن بن گئی؟ تم لاکھ خود کو سمجھاؤ کہ تم نے انعم کا بدلہ لیا ہے لیکن سچ تو یہ ہے کہ تم نے انعم کے بدلے کی عار میں اپنا بدلہ لیا ہے اور اس سنگین حد تک کہ شاید

آج تک انعم بھی اس درجہ تک نہیں گری تھی" اس کا دل اسے ملامت کرنے پر مجبور کر رہا تھا اور وہ بس یک ٹک اپنے خالی ہاتھوں کو دیکھ رہی تھی۔

یہ اس نے کیا کر دیا تھا؟ کیا واقعی وہ اپنی نادانی کے باعث سب برباد کر چکی تھی؟

نہیں وہ اس سب سوچے سمجھے کھیل کو نادانی کا نام نہیں دے سکتی۔

اب وقت آ گیا تھا کہ وہ اپنی غلطیوں اور کوتاہیوں کو جسٹیفائی کرنا بند کرے اور اس بات کا اعتراف کرے کہ جو کچھ اس نے کیا وہ انعم کے بدلے کے لئے نہیں بلکہ اپنے دل کی تکلیف، بے سکونی اور بے چینی کا بدلہ لینے کے لیے کیا، تاکہ عماد بھی اسی طرح تڑپے جیسے وہ تڑپتی رہی تھی۔

مگر وہ اس بدلے میں اتنا آگے نکل گئی کہ اس نے ایسی غلطی کر دی جس کی کوئی معافی نہیں تھی۔

"سچ تو یہ ہے کہ تم نے اپنی انا کی آگ میں ایسی کوتاہی کی ہے جس کی کوئی معافی نہیں، واپسی کا راستہ نہیں ہے، آپ جب کسی سے محبت کرتے ہیں تو اس سے جڑا ہر رشتہ آپ کے لئے، متعبر ہو جاتا ہے مگر تم نے؟ اس کی زندگی کا سب سے عزیز، سب سے پیارا رشتہ ہی چنا اسے تکلیف دینے کے لئے؟ تم نے اس کی سگی ماں کو جان سے مارنے کی کوشش کی؟" دل کے بازپرس پر اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنا سر تھاما جو درد کی شدت سے پھٹنے ہی والا تھا۔

"محبت سے بھی پہلے عزت آتی ہے، اور تم نے اس کی عزت نہیں کی، اگر کرتی ہوتی تو کبھی اس کے کردار پر بہتان نہ لگاتی، اور پھر اگر غلطی ہو گئی تھی تو اسے تسلیم کر کے معافی مانگ لیتی لیکن دیکھو تم نے جو راستہ چنا، وہ تمہیں آج کتنا اکیلا اور تڑپتا ہوا چھوڑ گیا، تم نے کسی اچھے انسان کی مانند اپنی غلطی مان کر اسے ٹھیک کرنے کے بجائے اس سے اس کے ٹھیک رویے کا بدلہ لینا چاہا؟ تم اس حرکت کو کسی بھی طرح محبت کے نام پر جسٹیفائی نہیں کر سکتی۔" یہ آخری للکار تھی جو اس نے سنی تھی اس کے بعد اس کا دماغ ماؤف ہوتا چلا گیا تھا۔

اسے پتہ ہی نہیں چلا وہ کب ایسے ہی بیڈ پر ڈھلکی تھی، وجود کانپ رہا تھا اور جسم سے جان نکلنے والی تھی۔

وہ ایسی ہی پڑی پڑی بے ہوش ہو چکی تھی اور بخاری ولا کے مکینوں کو اس بات کی خبر بھی نہ ہوئی تھی۔

☆☆☆☆☆

"آپ کو کیا لگتا ہے طلال بھائی ٹھیک کر رہے ہیں؟" صفا نے انڈے پراٹھے کے ساتھ انصاف کرتے ہوئے پوچھا تھا۔

"کیا مطلب صفا؟" مروہ نے بریڈ کا پیس توڑتے ہوئے کہا تھا۔

"یعنی یہی کہ ہبہ باجی کی فیملی نہ صرف گھر لائے، ان کو اپنی فیملی طرح ٹریٹ کیا اور پھر انہیں ہمارے ہی گھر رہنے پر فورس کرنے کے لئے وہ نکاح کر رہے ہیں؟" اس نے اپنی ذہنی مشکل ان کے سامنے رکھی۔

"نہیں صفا طلال بھائی ہبہ بھابھی کو پسند کرتے ہیں" مروہ نے اپنے دھیان نوالہ بناتے کہا تھا۔

"ہاں وہ تو ٹھیک ہے، مگر ان کی فیملی کو بھی یہاں رہنے پر فورس کرنا کیا ٹھیک ہے؟ تمہیں یہ عجیب نہیں لگتا مروہ؟ بھلا ایسا کہاں ہوتا ہے؟ میری ایک دوست کے بھائی کی بھی شادی ہوئی تھی پچھلے سال، ان کی وائف کی فیملی تو ان کے ساتھ نہیں رہتی۔" اس نے ایک اور نوالہ منہ میں رکھتے ہوئے کہا تھا۔

مروہ نے گلاس میں پانی ڈالتے ہوئے اسے دیکھا۔

"میں نے تو ایسے نہیں سوچا تھا" اس نے عام سے انداز میں کہا۔

"سوچا تو میں نے بھی نہیں نہ مجھے کوئی ایشو ہے مگر عموماً ایسا ہوتا نہیں نا اس لئے تم سے پوچھ رہی تھی" اس نے آخری نوالہ منہ میں رکھا۔

"خیر ہے چلِ کرو، ہمیں کیا، ویسے بھی ہبہ بھابھی سے ہماری اتنی دوستی ہو گئی ہے، اور ان کی اماں ابا بھی اتنے اچھے ہیں مجھے تو کوئی پرابلم نہیں اگر وہ یہاں رہیں تو بھی" مروہ نے شانے اچکائے۔۔

"کیا چل رہا ہے یہاں؟" عدیل کی بات پر وہ دونوں مڑی تھیں۔

"کیا بات ہے صبح سے مزدوری کر کر کے کمر ہماری تھکی ہے اور چائے پراٹھے یہ میڈم کھا رہی ہیں" عماد کی تھکاوٹ سے بھرپور آواز پر وہ دونوں پورا کا پورا مڑیں تھیں۔

"آپ کو کیا ہوا؟" وہ اپنا ناشتہ چھوڑ کر اسے پریشانی سے دیکھنے لگیں۔

چہرے پر تھکاوٹ کے آثار واضح تھے، نیند کو ترستیں سرخ آنکھیں، بیزاری اور کوفت کے ملے جلے تاثرات۔ بال بھی بکھرے ہوئے تھے اور وہ ہمیشہ کی طرح آج اپنے پر وقار حلیے میں بھی موجود نہیں تھا۔

"کیا ہوا مجھے؟ تھکا ہوا ہوں صبح سے کسی نے ناشتہ بھی نہیں پوچھا اچھی بہنیں ہیں میری، اپنی بھوک کی پرواہ ہے انہیں بس" اس کے شکوے پر ان دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا۔

"ہاہائے عماد بھائی ایسے تو نہ کہیں" صفا نے اسے دیکھا۔

اس کی حالت واقعی قابلِ رحم تھی۔ ان دونوں کو اپنے بھائی کی فکر ستانے لگی۔

"دیکھیں عماد بھائی ہمیں بنانا تو نہیں آتا پر کوشش کریں گے، صابرہ ابھی مارکیٹ گئی ہے کچھ ضروری سامان لانے، تو تب تک ہم کوشش کرتے ہیں" مروہ نے روہانسی ہوتے کہا۔

"کوشش؟" اس نے ان دونوں کو دیکھا۔

"ہاں میں پراٹھا بناؤں گی اور صفا انڈہ" اس نے جلدی سے ہامی بھری ساتھ ہی ساتھ صفا کو دیکھا جس کا چائے کا کپ یہ بات سن کر ہوا میں معلق رہ گیا

"بہت خوب، میں غریب نظر نہیں آرہا تم دونوں کو؟" عدیل کی آواز پر وہ دو باہ مڑیں۔

"آپ کو بھی بھوک لگی ہے؟" صفا نے پریشانی سے اسے سر تا پیر دیکھا، پریشانی اس کی بھوک کی نہیں بلکہ اپنے ناشتہ بنانے کی تھی۔

"کیوں میرا کیا پیٹ نہیں لگا ہوا؟ یہ کیا ہے؟ ڈوریمن کی پوکیٹ ہے یہ؟" اس نے اپنے پیٹ کی جانب اشارہ کرتے کہا تھا۔

اس کی بات پر ان تینوں کی نظریں ملیں اور ہونٹوں پر تبسم بکھر گیا۔

"ویسے عدیل بھائی" صفا نے اسے شرارت سے دیکھا۔

"کیا ہے اب؟" وہ نروٹھے انداز میں بولا۔

"اگر یہ ڈوریمون کی پاکٹ ہوتی تو پتہ ہے اس میں کیا ملتا ہمیں؟" صفا نے ہنسی روکتے ہوئے کہا تھا۔

"کیا؟" ابرو اچکائے پوچھا گیا۔

"بغیر پڑھے پاس ہونے کا گیجٹ" اس نے اس کے ہمیشہ نہ پڑھ کر پاس ہو جانے پر ٹونٹ کیا تھا۔

"دیکھو صفا میں ہمیشہ اپنی محنت سے پاس ہوتا ہوں" اس نے اسے غصے سے دیکھا، یہ بات وہ پرسنلی لے گیا تھا۔

"ہاں ہاں بُوٹیاں بنانے کی محنت، کیلکولیٹر کے پیچھے لکھنے والی مشقت، سکیل کے پیچھے لکھنے کی جدوجہد، اور آخر میں بازو پر انتہائی سعی سے لکھے گئے وہی چند سوال جو ایگزام میں آنے ہوتے تھے" مروہ نے پراٹھے کا پیرہ بناتے ہوئے اس کی حرکتوں پر چوٹ کی تھی۔

عدیل نے ایسے اسے دیکھا جیسے اس کے پیچھے بولی وڈ بیک گراؤنڈ میوزک چل رہا ہو اچہرے پر چھ بار زوم ہو رہا ہو آنکھیں پھٹی ہوئی تھیں، لب ادھ کھلے، شاک کا تاثر دیتے ہوئے۔ ایک ہاتھ ہوا میں دوسرا اس کے سینے پر۔

"ابے اوئے، بس کر یہ سارا جذباتی منظر آج طلال بھائی کی رخصتی پر چاہیے ہو گا سنبھال کر رکھ" عماد نے اس کو کندھے پر ہاتھ رکھا تھا۔

"پچاس روپے کا ٹوان کی اوور ایکٹنگ کے" صفا نے ہنستے ہوئے کہا تھا اس کی بات پر وہ چاروں ہنس پڑے تھے۔

"ابے بھائی مجھے ناشتہ دے دو تم سب کے ڈرامے ہی نہیں ختم ہوتے اب تو میرے پیٹ سے بھی جنریٹر جیسی گوں گوں کی آوازیں آ رہی ہیں" وہ ان دونوں بہنوں کے سامنے ہاتھ جوڑتے کہہ رہا تھا۔

پچھلے دس منٹ سے مروہ کا ایک پیرہ نہیں بننے کو آ رہا تھا جبکہ صفا تو بس انڈہ توڑنے کی تجویز لگا رہی تھی کہ کس اینگل سے انڈہ توڑیں کہ وہ ٹوٹ بھی جائے اور اس کے ہاتھوں پر بھی نہ لگے۔

"مروہ تم مجھے بریڈ ہی سیک دو یار نہیں چاہیے پراٹھا" اس کے دلگرفتہ انداز پر کندھے پر ہاتھ رکھنے کی باری عدیل کی تھی۔

"نہیں بھائی میں نے کل ہی دیکھا تھا طیبہ کرن نے ایسا پراٹھا بنانا سکھایا تھا" اس نے ایک نگاہ اس پر ڈال کر دوسرا پراٹھے پر ڈالی جو سب کچھ لگ رہا تھا سوائے پراٹھے کے۔

"اس سے اچھا تم پلوشہ جی کا دیکھ لیتی ان کے پراٹھے تو میں کہتی ہوں اللہ جی۔۔ دیکھتے ہی منہ میں پانی آجاتا ہے" صفا ایسے انداز میں بولی جیسے دو پراٹھے اور دو انڈے، چار بریڈ کے سلائس اور چائے کے بڑے والے مگ لینے کے بعد بھی ان کا نام سن کر ان کے منہ سے سلائو انکلنے لگا تھا۔

"بس کرو تم دونوں ایک تو میری اکلوتی بھابھی کو بھی مایوں بٹھا دیا ہے ورنہ وہی مجھے ناشتہ بنا دیتی تھیں، اب میں غریب کہاں جاؤں" عماد غصے سے کہتا اٹھا تھا۔

باہر کسی کے کیچن میں اندر آتے قدم تھمے تھے۔

"مایوں نہیں بٹھایا، ان کی بیوٹیشن آنے والی ہیں اس لئے میں نے انہیں نیپ لینے کو کہا ہے تاکہ ریسٹ کر لیں پورا دن تھکاوٹ والا ہو گا" مروہ نے پراٹھا بیلتے ہوئے کہا تھا۔

"ویسے انہیں ناشتہ کروا دیا تھا نا؟" عماد کے فکر مند انداز پر وہ تینوں اسے دیکھنے لگے۔

"کیا ہے؟ فکر ہے مجھے اپنی بہن کی" اس نے کان کھجاتے ہوئے کہا تھا۔ ان کی دبی دبی ہنسی پر وہ دوبارہ سے تپا تھا۔

"ایسی فکر کبھی ہم تینوں کی نہیں دیکھی نا اس لئے" صفا نے انڈہ فائنلی پیالے میں نکال لیا تھا اور اب وہ اسے پھیٹنے کی کوشش کر رہی تھی۔ عماد نے پاس رکھی بوتل سے گلاس میں پانی ڈالا۔

"ہم تینوں کون؟" عماد نے پراٹھے کو توے پر احتیاط سے ڈالتی مروہ کو دیکھا تھا۔

"ارے میں، صفا اور فروہ آپی اور کون؟" مروہ نے اسے دیکھا۔

اس کے منہ کے قریب جاتا پانی کا گلاس رکا تھا، چہرے کے تاثرات یک دم بدلے تھے۔ آنکھ کا کنارہ نم ہوا تھا، اس نے فوراً نگاہیں جھکا لیں۔

باہر کھڑے کسی وجود کا دل رکا تھا۔

"ہبہ میری بھابھی، اور تم دونوں میری بہنیں ہوں، اس کے علاوہ میں کسی تیسری عورت کو نہیں جانتا" اس نے لال ہوتے چہرے سے کہا تھا۔

"چوتھی" صفا نے اس کی تصحیح کی۔

"ناشتہ اگر آج کی صدی میں بن جائے تو کمرے میں بھجوا دینا" اس نے صفا کی بات نظر انداز کرتے ہوئے سنجیدگی سے کہا اور پانی کا گلاس واپس رکھتا لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

باہر کھڑی وہ بھی اس کے نکلتے ہی واپس چلی گئی تھی۔

"انہیں کیا ہوا؟" صفا نے پوچھا۔

"ہوئی ہو گی پھر طوطا مینا کی کوئی لڑائی اور کیا" مروہ نے پراٹھا پلیٹ میں رکھتے کہا تھا۔ اس کی بات پر صفا نے شانے اچکا دیے جبکہ عدیل نے گہری نگاہوں سے دروازے کو دیکھا تھا جہاں سے وہ ابھی ابھی باہر نکلا تھا۔

☆☆☆☆☆

کرنا نہیں تھا عشق روانی میں ہو گیا

خانہ خراب عین جوانی میں ہو گیا

دو چار دن تو سب نے دلاسے دیے مجھے

پھر سب کا دھیان اپنی کہانی میں ہو گیا

تنہا تمام عمر نبھایا گیا اسے

وعدہ جو ایک شام سہانی میں ہو گیا

اُٹھ آئے اُس کے پاس سے خود کو ہی چھوڑ کر

کیا حادثہ یہ نقل مکانی میں ہو گیا

جو درد قہقہوں میں چھپایا گیا تھا میں

اک دم عیاں وہ آنکھ کے پانی سے ہو گیا

اس نے ایک نظر سامنے رکھے ناشتے کی ٹرے کو دیکھا تھا، جو مروہ دس منٹ سے رکھ کر جا چکی تھی، لیکن یہ دل تھا جو ہر چیز سے اچاٹ ہو چکا تھا، اگر جسم کی شدید ضرورت نہ ہوتی تو شاید وہ نہ کھاتا۔

اس نے ٹرے اپنی جانب کھسکائی فروہ کا چہرہ اس کی نظروں کے سامنے آسمایا۔

اس نے پہلا نوالہ توڑنا چاہا جب اس کے اشکوں سے بھری نگاہیں سامنے آ گئیں۔

اس نے لمبا سانس خارج کرتے ہوئے پانی کا گلاس لبوں سے لگانا چاہا جب اسے اس کے ساتھ بیٹھی وہ نظر آئی۔

فورٹریس کے بینچ میں آسمان کو تکتے ہوئے۔

"تم مجھے کیوں دیکھ رہے ہو؟"

"کیونکہ تم دنیا کا سب سے خوبصورت نظارہ ہو"

اس کی بے چینی بڑھنے لگی، دل کی تکلیف شدت اختیار کرنے لگی، اسے گھٹن ہونے لگی۔

اس کا دل بھر آیا۔ آنکھ سے آنسو ٹوٹ کر گرا۔

کیا یہی سزا ہوتی ہے ان لوگوں کی جو کسی سے ٹوٹ کر محبت کرتے ہیں اور پھر اس محبت کی تکلیف سے خود ہی ٹوٹ جاتے ہیں؟

اس نے طویل سانس لے کر خود کو رونے سے باز رکھنا چاہا مگر ایسا کر نہ پایا۔

ضدی ایک آنسو دوسرے آنکھ سے بھی پھسل کر گال پر لڑھک گیا۔

اس نے دائیں ہاتھ کی پشت سے دونوں آنسو صاف کیے، وہ رونا نہیں چاہتا تھا۔

اس لئے نہیں کہ وہ مرد تھا بلکہ اس لئے کہ وہ فروہ کو یہ حق بھی نہیں دینا چاہتا تھا کہ وہ اس کے کسی بھی جذبے، حتیٰ کہ آنسوؤں کی وجہ بنے۔

وہ اسے اپنے کسی جذبے پر اختیار نہیں دینا چاہتا تھا۔

کئی لمحے یونہی بیت گئے، ناشتہ سامنے رکھا رکھا ٹھنڈا ہو چکا تھا۔

کافی کاوش کے بعد اب وہ اپنے حواسوں کو قابو کرنے میں کامیاب ہوا تھا۔

اس نے پانی کا گلاس اپنے لبوں سے لگایا تھا۔ اور پھر ٹرے اپنی جانب کر کے پہلا نوالہ توڑا تھا۔

اب وہ رغبت سے ناشتہ کر رہا تھا جیسے کوئی دوسرا شخص وہاں موجود ہو اور وہ اسے بتانا نہ چاہتا ہو کہ اس کے دل کی دنیا میں کیسا طوفان مچا ہے۔ وہ کسی کو بھی اس بات کا اندازہ نہیں ہونے دینا چاہتا تھا کہ وہ کس قدر تکلیف میں ہے۔

جبکہ در حقیقت وہ دوسرا انسان کوئی اور نہیں اس کا اپنا وجود تھا، وہ اپنے ہی آپ سے نظریں ملانے سے کترا رہا تھا، اور خود کو اس بات سے لاعلم ظاہر کیے ناشتہ کرنے میں مگن تھا۔

☆☆☆☆☆

ان کے بغیر بھی آباد ہے بظاہر یہ گھر

مگر مکینوں کے دل جانتے ہیں کہ کیا کھویا ہے!

وہ جب سے عماد کا جملہ سن کر آئی تھی تب سے وہیں بیڈ پر پھر رات والی پوزیشن میں بیٹھی تھی، کبھی کبھی آپ ایسے نقصان کر جاتے ہیں کہ اس کا خمیازہ ساری زندگی بھگتنا پڑتا ہے۔

اس نے خود کو کمپوز کرنا چاہا، ابھی اسے عدیل سے بھی بات کرنی تھی کہ وہ واپس جانا چاہتی ہے۔

اس نے دونوں ہاتھ اپنے چہرے پر پھیرے، لمبا سانس لیا۔ کچھ دیر پہلے ہی وہ واپس ہوش میں آئی تھی، اس بار وہ ہمت کر کے اٹھی تھی، خود کی حالت تھوڑی سنبھالی تھی، پھر فریش ہو کر وہ نیچے عدیل کو دیکھنے آئی تھی مگر اندر سے آتی عماد کی آواز سن کر اس کی ہمت نہ ہوئی کہ وہ اندر قدم رکھ سکے۔

وہ ایسے ہی اپنی سوچوں میں الجھی تھی جب اس کے کمرے کا دروازہ کھلا تھا۔

اس نے جھٹکے سے سر اٹھا کر دیکھا

سامنے عدیل کھڑا نظر آیا۔ اسے دیکھتے ہی نجانے کیوں اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

"فروہ تم ٹھیک ہو؟" اس کے ساتھ بیٹھتے عدیل نے فکر سے پوچھا تھا

اور یہ پوچھنے کی دیر تھی کہ وہ اس کے گلے سے جا لگی تھی۔

"کیا ہوا ہے؟ تم مجھے پریشان کر رہی ہو؟" عدیل نے اس کے وجود کو اپنے اندر سمیٹتے ہوئے تشویش سے کہا تھا۔

"مجھے گھر جانا ہے" وہ روتے ہوئے بولی تھی۔

"کیا؟ کیوں یوں اچانک؟" اس نے دماغ میں آتے تمام خدشات کو نظر انداز کرتے ہوئے پوچھا تھا۔

"مجھے اماں کی یاد آ رہی ہے" اس نے جھوٹ کہا۔

"پر اماں تو آ رہی ہیں نا؟" عدیل نے اس کا سر سہلاتے ہوئے کہا

"کیا؟" جھٹکے سے سر اٹھا کر وہ اسے دیکھنے لگی۔

"ہاں طلال بھائی نے انہیں خود انوائیٹ کیا تھا، میں آدھے گھنٹے میں انہیں سٹیشن سے لینے جا رہا ہوں" اس نے جیسے اس کے سر پر بم پھوڑا۔

"مگر۔۔" فروہ نے کچھ کہنا چاہا،

"کیا بات ہے فروہ یوں کیوں رو رہی ہو؟" عدیل نے اس کا چہرا اپنے ہاتھوں کے حالے میں لیا۔

اس نے نم آنکھیں اٹھا کر عدیل کو دیکھا تھا۔

"کیا بات اداس کر رہی ہے؟ مجھے بتاؤ میں تمہارا بھائی ہوں" اس نے محبت سے کہا، اس کے اس طرح کہنے پر ایک اور آنسو اس کی آنکھ سے بہہ نکلا۔

"کسی نے کچھ کہا ہے؟ مجھ سے کہو، میں دیکھ لوں گا سب کو" اس کا چھوٹا بھائی کتنا بڑا ہو گیا تھا آج پہلی بار اس بات کا احساس ہوا تھا۔

وہ مسلسل روتے ہوئے نفی میں سر ہلا رہی تھی۔

"اچھا ایک بات بتاؤ؟" عدیل نے کچھ سوچتے ہوئے اس کی جانب دیکھا

"تمہارے اور عماد کے درمیان کچھ ہوا ہے؟ کوئی لڑائی یا جھگڑا؟" اس کے سوال پر وہ ساکت ہوئی تھی۔

کیا اس کی تکلیف اور اس کی وجہ اتنی واضح ہو گئی تھی کہ عدیل کو بھی معلوم ہو گئی تھی؟

"نہ۔۔ نہیں تو" اس نے سر جھکانا چاہا۔ مگر عدیل نے اسے ایسا کرنے سے روک دیا۔۔

"فروہ اگر ایسی کوئی بات ہے بھی تو مجھ سے شئیر کرو، میں بات کروں گا اس سے" اس کے اس طرح کہنے سے اسے اور رونا آ گیا، بھلا اب بھی کچھ ہو سکتا ہے؟ بھلا بات کرنے سے یہ مسئلہ حل ہو سکتا ہے؟

"مجھے بس گھر جانا ہے" اس نے نم آنکھوں سے اسے دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

"اچھا ٹھیک ہے، اماں آ جائیں ہم نکاح اٹینڈ کر کے ان کے ساتھ چلیں گے واپس اوکے؟" اس نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا تھا۔

"مگر۔۔" فروہ نے کچھ کہنا چاہا۔

"نہیں ہم نکاح سے پہلے نہیں جا سکتے فروہ، طلال بھائی کے ہم پر کتنے احسانات ہیں ایسے ان کے نکاح کی تقریب چھوڑ کر جانا اچھا نہیں لگتا" عدیل نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"یہی تو وجہ ہے، ان کے ہم پر کتنے احسانات ہیں اور میں نے کیا کر دیا" اس نے دل میں کہا، عدیل کو بس وہ دیکھ سکی۔

"اچھا چلو اب فریش ہو جاؤ، ہم اماں کو رسیو کرنے چلتے ہیں" عدیل نے اسے تھپکتے ہوئے کہا، وہ سر اثبات میں ہلاتے اٹھی تھی،

بس آج کا دن، پھر وہ ہمیشہ کے لئے واپس چلی جائے گی، اسے کبھی عماد کا سامنہ نہیں کرنا پڑے گا، اور نہ اس تکلیف سے دوبارہ گزرنا پڑے گا، وہ واپس اس چھوٹی سی زندگی میں واپس چلی جائے گی، مگر بس آج کا دن۔۔

بس آج کا دن۔۔۔

☆☆☆☆☆

صبح سے دوپہر ہو چکی تھی اور لان کی ساری سجاوٹیں تقریباً مکمل ہو چکی تھیں۔

صرف کیٹرنگ والے ایک طرف مصروف دکھائی دیتے، دیگوں کے ڈھکن اٹھتے گرتے، پلیٹوں کی ترتیب بدلتی، اور ملازم سفید اور مارون وردیوں میں آہستہ آہستہ میزوں پر رکھی گئیں پلیٹوں کی قطاریں سیدھی کرتے پھر رہے تھے۔

پورے لان پر مارون اور سفید رنگ کا ایک نفیس سا امتزاج پھیلا تھا۔ اوپر تنا ہوا خیمہ سفید تھا، جس کے کناروں پر گہرے مارون کی جھالریں ہوا میں ہلکے سے لہرا رہی تھیں۔ کرسیوں پر چڑھے سفید غلافوں کے اوپر مارون ربن کی گرہیں بندھی تھیں، ہر شے ایک ہی سلیقے میں، جیسے کسی نے ناپ تول کر سجائی ہو۔ میزوں پر مارون مخمل کے رنر، اور ان کے بیچ سفید پھولوں کے گلدستے رکھے گئے تھے، سادہ مگر بے حد پروقار۔

سٹیج پر نظر ٹھہر جاتی تھی۔ پیچھے سفید پھولوں اور ململ کے پردوں کا جھرمٹ، اور اس کے سامنے رکھے صوفے گہرے مارون مخمل میں، جن پر سفید گاؤ تکیے یوں ٹکے تھے جیسے خود اسی جگہ کے لیے بنے ہوں۔ سنہری روشنی کے ہلکے قمقمے ابھی بجھے تھے، مگر ان کی لڑیاں اپنی باری کی منتظر تھیں۔

ہوا میں تازہ پھولوں اور پکتے کھانوں کی ملی جلی خوشبو گھلی تھی۔ کوئی چیز کم نہ تھی، کوئی شے بے ترتیب نہ تھی۔ بس مہمانوں کے قدموں کی آہٹ کی کمی تھی، اور پورا لان جیسے اسی لمحے کا انتظار کر رہا تھا۔

اس نے ایک بھرپور نگاہ لان پر ڈالی تھی، ہر چیز خوبصورتی اور نفاست سے بھرپور دیکھ کر اس کا دل چاہا خود کو ہی شاباشی دے۔ تبھی ایک سائیڈ پر میوزک سسٹم بھی سیٹ ہو چکا تھا۔ اس نے ٹیسٹ کرنے کے لئے ایک گانا چلوایا۔

گانے کے بول ہوا میں لہرانے لگے، میوزک کی آواز سن کر آدھی تیار آدھی عام حلیے میں موجود صفا مروہ بھی بھاگتے ہوئے وہاں آئی تھیں، ان کی پھرتیوں پر اس نے بے ساختہ سر پر ہاتھ مارا تھا۔

کچھ دیر دھن سنتے رہنے کے بعد اب گلوکار کی خوبصورت آواز پورے ماحول میں گونجنے لگی تھی۔

کیسے بتائیں کیوں تم کو چاہیں یارا بتا نہ پائیں

باتیں دلوں کی، دیکھو جو باقی آنکھیں تجھے سمجھائیں

عین اس لمحے بخاری ولا کا دروازہ کھلا، عدیل فروہ اور ان کی اماں سلمہ بیگم اندر داخل ہوئیں۔

"خالہ" مروہ اور صفا چیختے ہوئے ان کی جانب بڑھیں۔ ان کے یوں کہنے پر عماد کی نگاہیں بھی ان کی جانب اٹھی تھیں وہ سلمہ اور عدیل کے ہمراہ اندر آرہی تھی۔

تو جانے نہ

تو جانے نہ

فروہ کی خوفزدہ نگاہیں اٹھی تھیں اور عماد کی پر شوق نگاہوں سے جا ملیں۔ اس نے غور سے فروہ کو دیکھا، جس کی آنکھوں میں بھی ٹھیک ویسی ہی سرخی چھائی تھی جو اس کی بھوری آنکھوں سے جھلک رہی تھی۔

نگاہوں میں دیکھو میری جو ہے بس گیا، وہ ہے ملتا تم سے ہو بہو

جانے تیرے آنکھیں تھیں یا باتیں تھیں وجہ

ہوئے جو تم دل کی آرزو

ZOHA ASIF

اب وہ لوگ اس کے قریب آ کھڑے ہوئے تھے۔ اس نے سلمہ کو سلام کیا تھا۔ سلمہ اس کو پیار دے رہی تھیں، فروہ نے ترچھی نگاہ اس کے چہرے پر ڈالی تھی، اس کے چہرے کا اضطراب اور بے چینی صرف وہی محسوس کر سکتی تھی۔

عین اس لمحے میوزک رک گیا تھا، شاید کوئی ایشو آیا تھا۔

"کیسے ہو بیٹے؟" سلمہ نے اس سے پوچھا تھا۔

"میں ٹھیک ہوں آپ کیسی ہیں؟" اس نے مسکراتے ہوئے کہا وہی ہمیشہ والی خوبصورت مسکراہٹ

"بس اللہ کا کرم ہے بیٹے، خالدہ بھابھی کیسی ہیں؟" سلمہ نے پوچھا۔

"بس اللہ ان کا سایہ ہمارے سروں پر سلامت رکھے، ماؤں کے بغیر تو کوئی زندگی بھی نہیں ہوتی" اس کے دلگیر لہجے پر سب چپ ہو گئے، فروہ کے لئے وہاں کھڑے رہنا مشکل ہو گیا۔

"بیٹے ایسے کیوں کہہ رہے ہو؟ اللہ انہیں صحت دے آمین، جلدی ٹھیک ہو جائیں گی خالدہ بھابھی تم فکر نہ کرو" سلمہ نے اس کا کندھا تھپکتے ہوئے کہا تھا۔

"آمین" وہ کہتے ہوئے ان سے ایکسکیوز کرتا ڈے جے کے پاس چلا گیا تھا۔ باقی لوگ سلمہ کو لیے اندر کی جانب جانے لگے۔

وہ اسے دیکھتے ہوئے اندر جا رہی تھی جب میوزک دوبارہ سے شروع ہوا۔ اسی لمحے عماد نے بھی انہیں اندر جاتے دیکھا، اس کی نگاہیں سب سے ہوتے فروہ پر آ ٹھہریں۔

تم پاس ہو کر بھی، تم آس ہو کے بھی
احساس ہو کے بھی اپنے نہیں

اس نے دیکھا کہ فروہ کی آنکھوں سے پھر ایک آنسو گرا تھا، تکلیف اسے بھی ہوئی تھی مگر اب شاید اس تکلیف کی عادت ہوتی جا رہی تھی۔ اس نے تلخی سے فروہ کو دیکھا تھا، لب خود بخود مسکرانے لگے۔

ایسے ہیں ہم کو گلے، تم سے نہ جانے کیوں

میلوں کے ہیں فاصلے نہ جانے کیوں

تو جانے نہ تو جانے نہ

وہ اس کی مسکراہٹ کو تکلیف سے دیکھتی اندر کی جانب بڑھ گئی تھی۔ عماد نے بھی اپنا دھیان باقی کے کاموں میں لگا دیا تھا۔ وہ دونوں ہی ایسے ظاہر کر رہے تھے جیسے انہیں تو کوئی غم نہیں تھا مگر ایک دوسرے کو یہ ظاہر کرنے میں دونوں ہی ناکام تھے۔

☆☆☆☆☆

وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتیں کمرے کے اندر داخل ہوئیں تھیں، کمرے کے اندر ایک ان کی ہم عمر خاتون موجود تھیں، چہرے اور شخصیت سے ہی نفاست جھلکتی تھی، ماتھے پر باریک لکیریں اور آنکھوں کے گوشوں پر ہنسی کی پرانی شکنیں تھیں، جو بتاتی تھیں کہ زندگی نے اسے رلایا بھی بہت ہے اور سکھایا بھی۔ آنکھوں میں ٹھہراؤ تھا، تجربے کی گہرائی اور ممتا کی نرمی ایک ساتھ۔ رنگت میں ہلکی سی زردی اور تھکن تھی، مگر چہرہ پُرسکون اور مہربان لگتا تھا۔

انہوں نے برسوں پہلے اس خاتون کو دیکھا تھا، ایک بھیانک حادثے میں، ایک ایسا سانحہ جس کے بعد ان کے پورے خاندان کی زندگی بدل گئی تھی، مگر شاید اس میں اس عورت کا کوئی قصور نہیں تھا، انہیں تب بھی ایسا لگتا تھا اور آج بھی انہیں دیکھ کر یونہی محسوس ہوا تھا۔

ZOHA ASIF

ان کی بوڑھی نگاہیں ان سے ہوتے ہوئے ان کے پاس وہیل چیئر پر بیٹھے نماز ادا کرتے طاہر پر گئی تھی، اور ایسی گئی تھی کہ جیسے ٹک گئی تھی، فوزیہ کی طرح طاہر پر بھی زندگی کے تجربات نے اپنی گہری مہر لگائی تھی۔ پیشانی چوڑی اور شکن آلود، بھنویں گھنی مگر بیچ بیچ میں سفید بال جھلکتے ہوئے۔ آنکھیں تھکی ہوئی مگر چوکنی، جیسے برسوں کی ذمہ داریوں نے انہیں کم بولنا اور زیادہ دیکھنا سکھا دیا ہو۔ ہلکی بڑھی ہوئی داڑھی میں بھی سفید سیاہ بالوں کی آمیزش تھی، کنپٹیوں پر

چاندی اتری ہوئی تھی۔ کندھے ہلکے سے جھکے ہوئے، جیسے گھر اور فکروں کا بوجھ خاموشی سے اٹھایا ہو، مگر چال میں اب بھی ایک ٹھہرا ہوا اعتماد تھا۔

انہوں نے ایک طویل سانس کھینچا تھا، ان کے یوں سانس لینے پر فوزیہ کی نگاہیں ان پر ٹکی تھیں، چہرے کے خدوخال بتا رہے تھے کہ وہ انعم سے بہت ملتی تھیں، غالباً ان کی بہن سلمہ تھیں۔ فوزیہ کا چہرہ انہیں دیکھ کر ساکت تھی، ہر طرح کے جذبات سے عاری، نہ شکوہ نہ شکایت ایک نیوٹرل تاثر۔

"سلمہ؟" طاہر کے کہنے پر وہ دوبارہ طاہر کی جانب متوجہ ہوئیں۔

ان کے سلمہ کہنے اور انہیں پہچاننے پر ان کے ساتھ آئی فروہ نے حیرت سے ان تینوں کو دیکھا تھا، بھلا ہبہ کے والدین میری اماں کو کس طرح سے جانتے تھے؟

"کیسے ہیں آپ طاہر بھائی؟" بے ساختگی میں ان کی آنکھیں نم ہوئی تھیں۔

"اللہ کا بہت شکر ہے" وہ غیر معمولی طور پر دھیمے سے مسکرائے تھے، فوزیہ نے حیرت سے طاہر کو دیکھا تھا۔

"اور آپ کیسی ہیں فوزیہ بھابھی؟" انہوں نے فوزیہ کو دیکھا جو اس قدر شاک میں تھیں کہ جواباً کچھ کہہ بھی نہ پائی تھیں۔ بس سر اثبات میں ہلا دیا تھا۔

ZOHA ASIF

"کتنے برس بیت گئے، آپ سے ملے ہوئے" وہ اب بقاعدہ رو پڑی تھیں، فروہ نے اپنی غیر ہوتی حالت سنبھالی اور وہاں سے کھسک گئی۔ اس نے وہاں سے آکر کیچن کا رخ کیا تھا، اسے سمجھ نہیں آرہا تھا اس گھر میں چل کیا رہا تھا۔

کچھ لمحے یونہی بیٹھے رہنے اور حد درجہ پریشان ہونے کے بعد اس نے دماغ میں ساری کڑیاں ملانا شروع کیں۔

اور اس کی خوش قسمتی تھی کہ تمام ڈوٹ آپس میں ملنے بھی لگے تھے۔

اسے بہت سی باتوں کا اندازہ ہوا تھا اور جیسے جیسے اندازہ ہوتا جا رہا تھا ویسے ویسے اس کا جسم لرزنے لگا تھا

جیسے جیسے اسے معاملات کی نوعیت کی سمجھ آ رہی تھی ویسے ویسے اس کا سانس رکنے لگا تھا۔

اس نے پہلے کیوں نہیں سوچا تھا؟

وہ جانتی تھی اس کی اماں اور عماد کی تائی امی آپس میں کزنز تھے، پھر اس نے کیوں نہیں سوچا کہ وہ انعم کو فائدہ دینے کے بجائے اپنا کتنا گہرا نقصان کر رہی ہے۔

اگر کسی کو بھی ان گزرے دو سالوں کی حقیقت معلوم ہو گئی تو۔۔۔

نہ صرف عماد بلکہ اپنی اماں کو بھی کس قدر تکلیف دے گی؟

اس کی اماں تو شاید جیتے جی مر جائیں گی،

وہ بھائی جو اپنی بہن کو رول ماڈل سمجھتا ہے، وہ تو اس سے نفرت کرنے لگے گا۔

اور عماد؟ اس کی تکلیف کی تو کوئی برابری بھی نہیں

اور باقی رہے طلال بھائی، صفا مروہ، سب لوگ کتنے مایوس ہوں گے اس سے؟

وہ جتنا سوچتی جا رہی تھی، کنپٹی میں اتنی ہی تکلیف بڑھنے لگی تھی۔

بے انتہا درد کی لہر تھی جو سر کے ایک حصے سے اٹھی تھی اور پھر پورے سر میں پھیل گئی تھی۔

اس نے طویل سانس کھینچ کر خود کو تسلی دینی چاہی مگر وہ اس میں کامیاب نہیں ہو سکی تھی،

ٹینشن، پشیمانی، اور گلٹ نے اسے ہر طرف سے گھیرے میں لیا تھا، اور وہ بے بسی سے اس بھنور میں پھنس کر رہ گئی تھی۔

☆☆☆☆☆

وہ وہیل چیئر گھسیٹتے ہوئے اس بوسیدہ سے کمرے میں داخل ہوئے تھے، سٹور روم کی ہوا میں پرانی لکڑی، نمی اور بند رہنے والی چیزوں کی مانوس سی باس رچی تھی۔ چھت کے قریب بنی چھوٹے سے روشن دان سے دھوپ کی ایک پتلی لکیر اندر آتی، اور ہوا میں تیرتے گرد کے ذرات کو سنہرا کر دیتی۔

دیوار کے ساتھ ایک بوسیدہ الماری کھڑی تھی، جس کے پٹ پر رنگ جگہ جگہ سے اکھڑ چکا تھا۔ اسے ایک پرانے، مٹیالے کپڑے سے ڈھانپا گیا تھا، شاید دنیا کی نظروں سے، یا شاید وقت کی گرد سے بچانے کے لیے۔ یا پھر شاید اس الماری کے پیچھے بھی بخاری ولا کا ایک اور گہرا راز چھپا تھا۔

اس الماری پر پڑے کپڑے کا ایک کونا ہٹا ہوا تھا، اور اندر سے پرانی چیزوں کی ایک دھندلی سی جھلک نظر آتی تھی۔ وہ اس الماری کے سامنے بیٹھے تھے، کچھ یوں کہ روشن دان سے آتی دھوپ کی ہلکی سی لکیر عین ان کے چہرے پر پڑ رہی تھی، ان کی گود میں ایک پرانا البم کھلا پڑا تھا، جس کے صفحات وقت کے ساتھ زردی مائل ہو چکے تھے۔

وہ اپنی بھوری، قدرے کھردری انگلیاں تصویروں پر یوں پھیر رہے تھے جیسے کاغذ کو نہیں، کسی بیتے ہوئے لمس کو چھو رہے ہوں۔ ہر تصویر پر ان کی انگلیاں ذرا دیر کو ٹھہرتیں، پھر دھیرے سے آگے بڑھ جاتیں۔

کمرے میں کوئی آواز نہ تھی، بس وہیل چیئر کے پہیے کی ہلکی سی چرچراہٹ اور صفحہ پلٹنے کی مدھم سرسراہٹ۔ ان کی نگاہیں ایک تصویر پر آ کر رک گئیں، اور ہونٹوں کے کنارے پر ایک ایسی مسکراہٹ ابھری جو خوشی سے زیادہ کسک تھی۔ اس تصویر میں ایک بوڑھا باوقار شخص ایک شاندار صوفے پر براجمان تھا، اس کے دائیں بائیں اور گھٹنے کے

قریب تین نو عمر لڑکے بیٹھے تھے، سب کے چہروں پر زندگی سے بھرپور مسکراہٹ تھی۔ ایسی مسکراہٹ کے ہر دیکھنے والا اس مسکان کو دیکھ کر ان تینوں کے تعلق پر رشک کرتا تھا۔

انہیں معلوم ہی نہ ہوا کب ان کی بوڑھی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر گرنے لگے۔

"کاش سب کچھ ہمیشہ ایسا ہی رہتا، کبھی کوئی آزمائش ہماری راہ نہ آتی۔" ان کے دل میں تکلیف ہوئی تھی۔

انہوں نے لرزتے ہاتھوں سے صفحہ پلٹا مگر آگے ان چاروں کے شوٹ کی اور بھی تصاویر تھیں، جنہیں وہ جتنا دیکھتے اتنا ہی اذیت میں مبتلا ہوتے جاتے۔

"میں نے اپنی غیرت اور عزتِ نفس کے عوض اپنے باپ اور سگے بھائیوں کے جنازے کھو دیے، معلوم نہیں یہ سودا ٹھیک تھا یا نہیں" انہوں نے البم بند کرتے ہوئے لمبا سانس ہوا میں تحلیل کیا۔ ٹھیک اسی لمحے انہیں کسی کے قدموں کی آواز سنائی دی۔

نم آنکھیں اٹھائیں تو وہاں وہ موجود تھیں، جو کبھی ان کی دل کی سلطنت کی ملکہ تھیں۔

ان کی حالت دیکھ کر نجانے کیوں طاہر کو ترس آیا، ان کا چہرا شدید رونے کے باعث سرخ ہو رہا تھا۔ آنکھیں سرخ اور سوجی ہوئی تھیں، پپوٹے بھاری، اور پلکیں آپس میں چپکی ہوئی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے ان آنکھوں میں اب رونے کی سکت بھی باقی نہ رہی تھی۔

گالوں پر آنسوؤں کی خشک لکیریں صاف دکھائی دیتیں تھیں، اور ان کے ساتھ کاجل کی دھندلی دھاریں، جنہیں صاف کرنے کا خیال بھی شاید انہیں نہ آیا تھا۔ ناک کی نوک سرخ ہو چکی تھی، ہونٹ سوکھے اور کانپتے ہوئے، جن پر دانتوں کے نشان سے ابھرے تھے، جیسے نجانے کتنی ہی بار چیخ کو حلق میں دبایا ہو۔

رنگت زرد پڑ چکی تھی، پیشانی پر بالوں کی نم لٹیں چپکی تھیں، اور چہرے کی ہر لکیر میں ایک ایسی شکستگی تھی جو لفظوں کے بغیر سب کہہ دیتی تھی۔ انہوں نے بھی اپنی بھاری آنکھیں اٹھا کر سامنے وہیل چیئر پر بیٹھے اس شخص کو دیکھا جو حالت میں انہی کی طرح شکست کھایا معلوم ہوتا تھا۔

"تو تم بھی پرانی یادوں پر آنسو بہاتے ہو؟" گفتگو کا آغاز ان کی جانب سے ہوا تھا۔

طاہر نے بے بسی سے ان کی جانب دیکھا تھا اور پھر دوبارہ نظریں اٹھا کر انہیں نہیں دیکھا تھا۔

"کچھ تجربات انسان کو آنسو دے کر اس کا سب کچھ چھین لیتے ہیں" انہوں نے البم کو سائیڈ پر رکھتے ہوئے کہا تھا۔

وہیل چیئر کو سیٹ کرنے کا مطلب یہ تھا کہ وہ وہاں سے جانا چاہتے تھے، شاید سامنے کھڑی اس عورت سے ہمکلام ہونے سے کترا رہے تھے،

"تجربات ہی نہیں، کچھ انسان بھی دوسرے کسی انسان کو سب کچھ چھین لیتے ہیں" ان کے لہجے میں عجیب سی چبھن چھپی تھی۔

طاہر نے ان کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔

"خاص طور پر جب وہی انسان آپ کا سب کچھ رہا ہو" وہ کہتے ہوئے اچانک جھکیں اور ان کے قریب آ کھڑی ہوئیں۔

طاہر نے وہیل چیئر سیدھی کی، اور آگے کرنے کی کوشش کی مگر انعم نے انہیں ایسا کرنے سے روک دیا، وہ عورت جو ہر وقت مہنگی سے مہنگی اور قیمتی سے قیمتی لباس پہن رکھتی تھی، ہر وقت زیب و آرائش کی اعلیٰ مثال وہ عورت اس مرد کے قدموں میں گری تھی جو اسے دنیا میں سب سے عزیز رہا تھا، جو شاید آج بھی اس کے دل میں دھڑکن بن کر دھڑکتا تھا۔

وہ بے ساختہ پیچھے ہوئے مگر انعم نے اپنے دونوں ہاتھ وہیل چیئر پر رکھ کر انہیں ایسا کرنے سے روک دیا۔

"بس کرو، کتنا دور جاؤ گے تم؟ اب بس بھی کرو" ان کے انداز میں گہرا روگ تھا۔

"دیکھو انعم۔۔" انہوں نے کچھ کہنا چاہا مگر انعم نے سر اٹھا کر انہیں یوں دیکھا جیسے جانے کیا ہو گیا ہو۔

"کتنے برسوں بعد تمہارے منہ سے اپنا نام سنا ہے میں نے" وہ بے خود ہوتے تھوڑا اور قریب ہوئیں، طاہر نے بے بسی سے وہیل چیئر کو گھسیٹنے کی کوشش کی مگر بے سود۔ انہیں اس لمحے شدت سے فوزیہ کی طلب ہوئی تھی۔

"ان باتوں کا اب کوئی فائدہ نہیں ہے" وہ دھیرے سے بولے۔

"مگر تم چاہو تو آج بھی، ہم وہ سب فائدے لے سکتے ہیں جو ان سب کی وجہ سے ہم سے چھن گئے، وہ تمام خوبصورت لمحے جو کبھی ہمارا نصیب بن سکتے تھے، ہم آج بھی وہ اپنی قسمت میں لکھ سکتے ہیں" وہ انہیں نم آنکھوں سے دیکھتے ہوئے بولی تھیں۔

طاہر نے بے چینی سے پہلو بدلا، انہیں اس عورت کا اتنا قریب بیٹھے ہونا بہت غیر آرامدہ کر رہا تھا۔

"یہ مت بھولو کہ اس سب کی وجہ تم بھی ہو" وہ یک دم بلند آواز میں بولے، جیسے ان کی بس ہو چکی تھی۔ انعم نے بے یقینی سے انہیں دیکھا۔

ZOHA ASIF

"مم۔۔ میں؟" ان سے مزید کچھ کہا نہیں گیا۔

"محبت کی پہلی سیڑھی یقین ہوتی ہے، اپنے محبوب کے کردار پر اندھا اعتماد مگر تم نے؟ تم تو محبت کے پہلے ہی امتحان پر نہ صرف لڑکھڑائی بلکہ بری طرح زمین بوس ہوئی تھی" اس انکشاف پر وہ رونا دھونا سب بھول چکی تھیں، انہیں سمجھ نہیں آیا وہ کیا کہیں وہ بس خاموشی، بے یقینی اور شاک کے عالم میں انہیں دیکھ رہی تھیں جو مزید گویا ہوئے۔

شاید آج وہ بھی اپنے دل کی تمام بھراس نکال دینا چاہتے تھے۔

"جب میرے کردار پر بہتان لگایا گیا، تم سب سے پہلے مجھ سے دستبردار ہوئی تھی، تم وہ پہلی انسان تھی جس نے مجھ پر، میرے پاک کردار پر یقین نہیں کیا تھا بلکہ کسی اور کے لگائے الزام کو آنکھیں بند کیے سچ مان لیا تھا، اسی دن سے تم میرے دل سے اتر گئی تھی،" انہوں نے انعم کی آنکھوں میں براہِ راست دیکھتے ہوئے کہا تھا، یوں کہ انہیں محسوس ہوا جیسے ان کے منہ سے نکلتا ایک ایک لفظ کسی تیز دھار تلوار کی مانند ان کے سینے کو چھلنی کرتا جا رہا تھا۔

وہ یک ٹک انہیں دیکھتے ہوئے وہیں بیٹھی تھیں، ادراک اور انکشاف کے لمحے یونہی ہوتا ہے، انسان کو سمجھ نہیں آتا وہ کیا کرے، کیا کہے، کیونکہ جس انسان کی ساری زندگی اپنے سے جڑے لوگوں کو تکلیف دینے میں گزری ہو، جب اسے اس بات کا احساس دلایا جائے کہ وہ کس قدر پستی میں گر چکا ہے اور اس کی واپسی ممکن نہیں تو، پھر یہ لمحہ بہت بھاری ثابت ہوتا ہے۔

انعم اسی آگہی کی گھڑی سے گزر رہی تھیں۔

طاہر نے وہیل چیئر دوبارہ سیدھی کرنے کی کوشش کی، کب سے ساکت ان کا وجود حرکت میں آیا، انہوں نے طاہر کو دیکھا، جن کے چہرے سے بھی بیزاری جھلکنے لگی تھی۔ کبھی اس چہرے پر ان کے لئے اشتیاق اور محبت ہوا کرتی تھی، آج اسی چہرے اور اسی انسان کو لئے کوفت اور ناپسندیدگی دیکھ کر وہ بری طرح ٹوٹی تھیں۔

"رکو۔۔مجھے۔۔مجھے ایک موقع دو۔۔میں سب ٹھیک کر دوں گی" وہ ہزیانی کیفیت میں بولی تھیں، طاہر نے ایک پرسکون نگاہ ان کے شکست زدہ وجود پر ڈالی تھی۔

"تم چاہ کر بھی کچھ ٹھیک نہیں کر سکتی، مجھے راستہ دو" انہوں نے سنجیدگی سے کہا۔

"میرا یقین کرو، اگر میں سب برباد کر سکتی ہوں تو، ہم دونوں کو دوبارہ۔۔ پھر سے آباد بھی کر سکتی ہوں" ان کی اس بات پر وہ ٹھٹھکے تھے۔

"کیا مطلب ہے تمہارا؟" وہ شاکی کیفیت میں پوچھ رہے تھے۔

"مطلب۔۔ میری وجہ سے سب خراب ہوا، تو اب ٹھیک بھی میں ہی کروں گی" انعم جیسے کوئی عزم لیتے ہوئے بولی تھیں۔

"کیسے؟" وہ پوچھے بنا نہیں رہ سکے۔

"تم مجھ پر چھوڑ دو، بس میرا ساتھ دو، ہم پھر سے ساتھ ہوں گے، ماضی کا وہ وقت جو میری وجہ سے ضائع ہو گیا میں وہ تمام، ساعتیں واپس لاؤں گی اور پھر ایک خوشحال زندگی بسر کریں گے، بس میں اور تم" ان کی اس بات پر طاہر کا دل چاہا وہ زوردار چماٹ اپنے سامنے بیٹھی اس عورت کے منہ پر رسید کریں، مگر کاش بخاری ولا کے مردوں کو عورتوں پر ہاتھ اٹھانا آتا ہوتا۔

وہ بے بسی اور اشتعال کی انتہا پر پہنچ چکے تھے۔

"ایسا کچھ حقیقت کیا تمہارے وہم و خیال میں بھی ممکن نہیں ہے، میں الحمدللہ اپنی زندگی میں، اپنی بیگم اور اپنی بیٹی کے ساتھ بے حد خوش اور مطمعین ہوں، اور مجھے اب کسی غلطی، جو میں نے کی ہی نہیں، اسے سدھارنے کی خواہش نہیں ہے" انہوں نے درشتی سے کہا تھا۔

انعم کے چہرہ کا سارا نور دوبارہ سے زردی میں ڈھل گیا، ساری رونق جو ایک دم سے آسمائی تھی وہ جیسے ویرانی میں تبدیل ہو گئی۔

انہوں نے تکلیف دہ مسکراہٹ کے ساتھ طاہر کو دیکھا۔

کل بھی اس عورت نے طاہر کو ان سے چھینا تھا اور آج بھی وہی برسوں پرانی تکلیف ایک بار پھر انہیں دی گئی تھی۔

"پھر سوچ لو، تم اس فیصلے پر بھاری نقصان اٹھا سکتے ہو" ان کے الفاظ کے پیچھے چھپی دھمکی وہ بخوبی سمجھ چکے تھے اور یہ وہ لمحہ تھا جب وہ کھل کر مسکرائے تھے۔

"میں نے اپنی عمر کا ایک حصہ بھاری نقصان اٹھاتے گزارا ہے، وہ نقصان جس کا قصوروار میں نہیں تھا، مگر تم جانتی ہو اس سب میں اچھی بات کیا ہے؟" طاہر نے بغور انہیں دیکھا، وہ جذبز دکھائی دینے لگیں۔

"اب کی بار نہیں، میں ایسا کوئی بھی نقصان برداشت نہیں کروں گا، کسی کو بھی اپنے آپ، اپنی بیٹی یا بیوی کو تکلیف پہنچانے نہیں دوں گا، اور اگر کوئی ایسا کرنے کی غلطی کرتا ہے تو انعم بخاری۔۔ تم سوچ بھی نہیں سکتی اس کا انجام کیا ہو گا" وہ انہیں کے اعصاب کو سن چھوڑ کر وہاں سے نکلے تھے۔ اور وہ پھر ایک بار بے بسی سے بیٹھی رہ گئی تھیں۔

☆☆☆☆☆

وہ کیچن سے سیدھا اپنے کمرے میں آئی تھی، اس نے بے بسی سے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑے ہو کر اپنا سراپا دیکھا، جو چیخ چیخ کر اس کے دل کی حالت بتا رہا تھا۔

ZOHA ASIF

زندگی میں پہلی بار تکلیف اتنی بڑھ گئی تھی کہ وہ اسے چھپانے میں ناکام ہو رہی تھی، اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیسے وہی مضبوط فروہ کا ماسک پہن کر سب کو مطمعین رکھ سکے مگر سچ تو یہ تھا کہ آج اس میں اتنی بھی ہمت نہیں تھی کہ وہ ایسا کوئی ماسک پہن پاتی، ذہن، جسم جیسے شل ہو چکے تھے۔

وہ اپنی ہی سوچوں میں گم تھی جب ایک زوردار آواز سے اس کے کمرے کا دروازہ کھلا تھا۔

اس نے ہڑبڑا کر سامنے دیکھا جہاں انعم کھڑی تھیں، اس نے بہت مشکل سے انہیں پہچانا تھا کیونکہ جس حالت میں وہ تھیں وہ دیکھ کر یہ قبول کرنا یہ وہ انعم ہی ہیں ایک مشکل امتحان تھا۔

"خالہ جان؟" وہ تشویش سے پوچھ رہی تھی مگر اس کی خالہ جان شاید ہوش میں نہیں تھیں، وہ پاگلوں کی طرح اس کے قریب آئیں اور ایک جھٹکے سے اس کو گریبان سے پکڑا، فروہ کے صحیح معنی میں اوساں خطا ہوئے تھے۔

بے حد ذہنی انتشار کے بعد وہ ایک اور گہرے صدمے کے لئے تیار نہیں تھی، اس لئے سہم گئی۔

"تمہیں میں نے ایک کام کہا تھا، تم سے وہ بھی نہیں ہوا؟" وہ چیخی تھیں۔

فروہ سہم گئی، وہ واقعی ان کے انداز سے ڈرنے لگی تھی۔

"مم۔۔" اس نے کچھ کہنا چاہا مگر انعم نے درمیان میں ہی ٹوک دیا۔

"تم سے ایک کام نہیں ہوا؟" وہ دوبارہ اونچی آواز میں کہنے لگیں

فروہ نے خوف سے ان کا چہرہ دیکھا، جس چہرے پر ہمیشہ زندگی سے بھرپور رونق ہوا کرتی تھی آج وہ تاریکی اور زردی میں ڈوبا ہوا تھا، ایسی تاریکی کے بے ساختہ فروہ کو ان کو دیکھ کر ترس آیا تھا۔

"میں۔۔وہ۔۔میں" اس نے ہمت کی، مگر۔۔

"چھوڑو تم، تم سے کچھ نہیں ہو گا، دو سال تم نے کیا خاک کیا ہے، مجھے ہی کچھ کرنا پڑے گا، اس لڑکی نے پارلر کے لئے کب نکلنا ہے؟" انہوں نے جھٹکے سے فروہ کا گریبان چھوڑا اور پھر بے چینی سے اپنی انگلیوں آپس میں چٹخانے لگیں

"امم۔۔مجھے نہیں معلوم" اس نے جھوٹ گھڑا۔

"بکواس نہیں کرو، تمہیں سب معلوم ہوتا ہے" وہ آپے سے باہر ہوئیں، فروہ نے بے اختیار سامنے کھلے دروازے کی جانب دیکھا، انعم تو اپنے حواس میں تھیں نہیں، اور اسے یہ ڈر کہ کوئی تیسرا ان کی گفتگو سن نہ لے۔ اس نے ایک بار انعم کو دیکھا جو غصے اور بے قراری سے اسے دیکھ رہی تھیں۔

"اس نے پارلر جانے سے منع کر دیا تھا، اس لئے بیوٹیشن کو گھر بلا لیا، ابھی وہ تیار ہی ہو رہی ہے" اس نے تھوک نگلتے ہوئے کہا تھا۔

"تو پھر وہ تیار ہو جائے تو اسے کسی بہانے سے پیچھے کے لان کی جانب لاؤ" انہوں نے اس کے سہمے ہوئے چہرے کو دیکھتے ہوئے کہا

"مگر۔۔" فروہ کے منہ سے نکلتے الفاظ انعم کی اگلی بات سن کر وہیں تھم گئے تھے۔

"غلطی یا کوتاہی کی کوئی گنجائش نہیں ہے، ورنہ میں تمہارے اور عماد کے بارے میں سلمہ کو سب بتا دوں گی" انعم نے اسے کڑے تیوروں سے دیکھا

اس سے پہلے فروہ کچھ کہتی وہ دوبارہ گویا ہوئیں۔

"اور ان دو سال میں تم جو کچھ کرتی رہی ہو، وہ سب بھی، اور تم تو جانتی ہو پیاری بھانجی تمہیں اس سب میں قصوروار" انہوں نے اس کے گال پر اپنی دائیں ہاتھ کی انگلیاں نرمی سی پھیریں "اور خود کو بری الذمہ بڑی آسانی سے ثابت کر سکتی ہوں" ایک ظالمانہ مسکراہٹ سجائے کہتی ہوئیں آج واقعی وہ فروہ کو بہت سفاک معلوم ہوئی تھیں، ہمیشہ رہنے والا ایک نرم تاثر یا ترس وہ آج ہمیشہ کے لئے ختم ہو چکا تھا۔

وہ اسے دھمکی دے کر جا چکی تھیں، مگر فروہ کو کچھ سوچنا تھا، صحیح وقت پر۔۔ورنہ اس بار کی غلطی کی واقعی کوئی معافی نہیں تھی، اور اس غلطی کی بھی کوئی گنجائش نہیں تھی کیونکہ وہ پہلے ہی بہت کچھ کھو چکی تھی اب مزید ایک اور خطاء کر کے رہا سہا چین نہیں کھو سکتی تھی۔۔

☆☆☆☆☆

وہ بھاگتی ہوئی سیڑھیاں اترتی نیچے آئی، اس نے تیزی سے دائیں بائیں دیکھا، سب لوگ تیاریوں میں مصروف دکھائی دیتے تھے۔

اس نے بے چینی سے لان کی جانب قدم بڑھائے، اس کے اندازے کے عین مطابق وہ وہیں تھا، اب تک تیاریوں میں مگن، اپنے بھائی کی زندگی کے سب سے اہم موقع پر کوئی بھی کمی نہیں چھوڑنا چاہتا تھا۔

اس نے پھرتی سے قدم اس کی جانب بڑھائے۔

"عماد" اس کی آواز پر وہ جیسا ٹھٹھکا تھا، اس نے چہرا موڑ کر اس کی جانب دیکھا

"تم؟" اس نے سرد لہجے میں پوچھا، چہرے کے تاثرات بتا رہے تھے کہ وہ فروہ سے اس بہادری کی امید نہیں کر رہا تھا۔

"مجھے تم سے بہت ضروری بات کرنی ہے" اس نے لمبا سانس ہوا میں تحلیل کرتے ہوئے کہا

عماد نے ایک بغور نظر اس کے چہرے پر ڈالی تھی۔

"تمہیں لگتا ہے جو سب تم نے کیا ہے اس کے بعد بھی میں تمہاری بات سنوں گا؟" عماد کے لہجے سے اسے تنز کی بو آئی تھی۔

"مگر۔۔میں واقعی تم سے ایک بہت سیریس بات کرنے آئی ہوں" اس نے دوبارہ ایک لمبا سانس کھینچا تھا جیسے یہ گفتگو کرنا اس کے لئے بھی آسان نہیں تھا مگر کچھ تھا جو اس سب سے زیادہ ضروری تھا، ہبہ کی سیفٹی۔

"تم ایسی ساری باتیں کرنے کا حق کھو چکی ہو فروہ" عماد نے ایک سرد نگاہ اس پر ڈالی اور دوبارہ خود کو مصروف ظاہر کرنے لگا۔

"فار گاڈ سیک عماد، تم ہر بات اپنی اس نازک انا پر کیوں لے جاتے ہو؟" وہ غصے، بے چینی اور شدید اضطراب کے باعث تقریباً چیخ پڑی۔

بے قراری حد سے سوا ہو گئی، عماد نے یکلخت اپنا چہرا اٹھایا اس کے چہرے کو دیکھا جہاں بے آرامی حد سے سوا ہو رہی تھی۔

"کیا کہا تم نے؟" وہ شاک کے عالم میں فروہ کو دیکھ رہا تھا۔

فروہ نے ایک نظر پورے لان اور میں دوڑائی تھی، تسلی کرنے کے بعد وہ کہنے لگی۔

"میری بات غور سے سنو عماد، یہ بات فضول بحث کرنے کا نہیں ہے، پلیز میرا یقین کرو، ہبہ کی جان کو خطرہ ہو سکتا ہے" وہ بے بسی سے عماد کو دیکھتے ہوئے بولی تھی۔

ZOHA ASIF

عماد نے چند ثانیے تک فروہ کو دیکھا پھر ایک تلخ مسکراہٹ اس کے ہونٹوں پر در آئی تھی۔

"واؤ" اس ایک لفظ پر فروہ نے ناسمجھی سے عماد کو دیکھا تھا۔

"سب سمجھ گیا میں" عماد نے اسے دیکھا، فروہ اب بھی سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"تم میری ہبہ بھابھی کے لئے فکر کا استعمال کر کے ہمارے درمیان سب ٹھیک کرنا چاہتی ہو نا؟" فروہ سمجھ نہیں پائی یہ الفاظ تھے یا پگھلا ہوا سیسہ جو اس کے کانوں میں انڈیلا جا رہا تھا۔

اس نے بڑی تکلیف، ٹوٹے دل اور سُن ہوتے اعصاب کے ساتھ عماد کو دیکھا تھا۔

"تمہیں شرم آنی چاہیے فروہ، تم اتنی نیچ اور گھٹیا سوچ کیسے رکھ سکتی ہو؟" وہ ابھی پہلے وار سے سنبھل نہ پائی تھی کہ عماد نے دوسرا حملہ کیا تھا۔ اس کی آنکھیں فوراً اشکوں سے بھری تھیں۔

اس کی نم نگاہ عماد پر جا ٹکی تھی۔ وہ اب بھی کہتا جا رہا تھا، جانے کیا کچھ، مگر فروہ کچھ سن نہیں پا رہی تھی۔

اسے ایسا لگ رہا تھا جیسے اس کے کانوں کی سماعت سلب کر لی گئی تھی یا پھر وہ زہر خند الفاظ سنے جا رہے تھے مگر اس کا دماغ انہیں پراسس نہیں کر پا رہا تھا، تکلیف کی ایک حد وہ ہوتی ہے جب آپ کو دکھنا، سننا اور سمجھنا بند ہو جاتا ہے شاید اس کی حالت بھی وہی ہو رہی تھی۔

جب کافی دیر تک اس کی جانب سے کوئی جواب نہیں آیا تو عماد نے نظریں اٹھا کر فروہ کے چہرے کو دیکھا تھا۔

اس کے چہرے کا رنگ پھیکا پڑ چکا تھا۔ آنکھیں نم تو تھیں ہی، مگر اس نے پلکیں جھپکنے سے گریز کر رکھا تھا، جیسے آنسو گرے تو اس کا بھرم بھی ساتھ گر جائے گا۔ ہونٹ ہلکے سے کانپے، پھر اس نے انہیں بھینچ لیا، اتنی زور سے اس کے ہونٹ ایک باریک لکیر کی مانند دکھنے لگے۔

اس نے ایک مایوس نگاہ عماد پر ڈالی، اور چپ چاپ وہاں سے چل دی۔ پیچھے وہ وہیں کھڑے رہ گیا تھا، ایک نہ ختم ہونے والا پچھتاوہ لے کر۔

☆☆☆☆☆

دکھ یہ ہے میرے یوسف و یعقوب کے خالق

وہ لوگ بھی بچھڑے، جو بچھڑنے کے نہیں تھے

اے بادِ ستم خیز تیری خیر کہ تو نے پنچھی

وہ اُڑائے کہ جو اڑنے کے نہیں تھے

تم سے تو کوئی شکوہ نہیں چارہ گری کا

چھوڑو یہ میرے زخم ہی بھرنے کے نہیں تھے

اے زیست! ادھر دیکھ کہ ہم نے تیری خاطر

وہ دن بھی گزارے جو گزرنے کے نہیں تھے

کل رات تیری یاد نے طوفاں وہ اُٹھایا آنسو تھے

کہ پلکوں پر ٹھہرنے کے نہیں تھے

اے گردشِ ایام، ہمیں رنج بہت ہے کچھ

خواب تھے ایسے کہ بکھرنے کے نہیں تھے

اس نے کمرے میں آکر دروازہ زور سے بند کیا تھا، اسے معلوم تھا وہ اس سے دکھی تھا، اس نے اسے بہت تکلیف پہنچائی تھی مگر شاید اسے یہ معلوم نہیں تھا کہ تکلیف کے ساتھ ساتھ وہ اس سے حد درجہ بدگمان بھی تھا، وہ اس پر اعتبار نہیں کرتا تھا

اور اس کی وجہ سمجھ میں بھی آتی تھی، اس نے اس کا سارا یقین پل بھر میں ریزہ ریزہ کر دیا تھا۔

جو اس نے کیا تھا اس کی کوئی معافی نہیں تھی، اور وہ یہ بات مانتی تھی، اگر کوئی اس کی ماں کے ساتھ ایسا کھلوار کرتا تو وہ بھی یہی کرتی یا شاید اس سے بھی زیادہ سنگین۔

اس نے افسوس، مایوسی اور شدید سر درد سے شیشے کو دیکھا، ایک لمبا سانس خارج کرتے ہوئے اس نے کمرے سے باہر قدم بڑھائے۔

"خالہ جان مجھے آپ سے بات کرنی ہے" اس نے انعم کے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا تھا۔

اندر داخل ہوتے ہی اس پر حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے تھے، انعم وہاں مائگرین پیچ ماتھے پر لگائے، اپنا میک اپ کر رہی تھیں، بیڈ پر ایک خوبصورت مارون رنگ کی سلک کی ساڑھی اسطری کی ہوئی رکھی گئی تھی، ڈریسنگ ٹیبل کے ایک جانب میک اپ تو دوسری جانب جیولری کا ڈھیر رکھا ہوا تھا۔

انعم نے ایک مصروف نگاہ فروہ پر ڈالی تھی اور پھر اس کے بولنے کا انتظار کرنے لگیں۔

"کیا کہنے آئی ہو لڑکی؟" وہ آئی شیڈو لگاتے ہوئے پوچھ رہی تھیں، انداز عجلت والا تھا۔

"میں کچھ کہنے آئی ہوں" فروہ نے کمرے کا جائزہ لینے کے بعد ان کے چہرے پر نگاہ ٹکاتے ہوئے سنجیدگی سے کہا تھا۔

اس کے لہجے میں کچھ تو ایسا تھا کہ انعم اپنا کام روک کر پوری توجہ اسے دینے لگیں

"بولو؟" وہ ابرو اچکائے پوچھ رہی تھیں، چہرے کے تاثرات حد سے زیادہ سنجیدہ تھے۔

"میں اب آپ کے لئے ایسا کوئی غلط کام نہیں کروں گی جس کے لئے مجھے اپنے آپ سے گھِن آئے" فروہ نے نہایت ادب لیکن وقار سے کہا تھا، انعم کے لئے یہ انداز، یہ لب ولہجہ اور یہ فیصلہ کرنے والی لڑکی ایک خوفناک خواب تھا جو حقیقت کا روپ دھارے ان کے سامنے کھڑا تھا۔

وہ چند پل کھڑیں بے یقینی سے فروہ کو دیکھتی رہیں، جیسے جیسے وہ مضطرب ہوتی جارہی تھیں، فروہ اتنی ہی پر سکون کھڑی تھی۔

شاید عرصے بعد اس نے ایک صحیح فیصلہ کیا تھا، ایسا فیصلہ جس پر اس کا دل اور دماغ دونوں پر سکون تھے۔

"تمہیں معلوم ہے میں تمہارے ساتھ۔۔۔" انعم گویا ہوئی تھیں کہ پہلی بار فروہ نے ان کی بات درمیان میں کاٹی تھی۔

"کوئی آپ کا فائدہ تب تک اٹھا سکتا ہے جب تک آپ اٹھانے دیتے ہیں، اور جس لمحے آپ کو اس حقیقت کا ادراک ہو جائے، آپ اپنے فیصلے سے اپنی یہ مظلومیت والی قسمت بدل دیتے ہیں" اس کے چہرہ اس وقت دمک رہا تھا، آنکھوں میں چمک اور ہونٹوں پر مدھم سی مسکراہٹ تھی۔

وہ کہہ کر رکی نہیں تھی، اپنا فیصلہ سنانے آئی تھی، سنا کر چل دی تھی۔

پیچھے سے انعم نے اپنا مائگرین پیچ زور سے اتار کر پھینکا تھا، انتہائی اشتعال کے عالم میں وہ کسی کو فون ملانے لگی تھیں۔

☆☆☆☆☆

تقریب شروع ہو چکی تھی، اور لان اب خالی انتظار نہیں، بھرپور زندگی کا منظر تھا۔ دن کی تیز دھوپ ڈھل کر ایک نرم، شہد رنگ روشنی میں بدل چکی تھی، جو سفید خیمے کے کناروں سے چھنتی ہوئی مارون جھالروں پر ٹھہر جاتی اور انہیں اور گہرا کر دیتی۔ آسمان نہ پوری طرح نیلا رہا تھا، نہ ابھی اندھیرا اترا تھا، بس سنہرے اور ہلکے ارغوانی رنگوں کے بیچ ایک پر سکون سا وقفہ تھا۔

کہیں پیچھے سے ہلکی ہلکی موسیقی بج رہی تھی، اتنی دھیمی کہ باتوں کی گونج کے ساتھ گھل مل جاتی اور کسی کو بلند آواز میں بولنا نہ پڑتا۔ سفید غلافوں والی کرسیوں پر مہمان ٹولیوں میں بیٹھے تھے، کوئی مسکرا کر سلام لے رہا تھا، کوئی پرانے ملنے

والوں کو دیکھ کر بے اختیار گلے لگ رہا تھا۔ عورتوں کے مارون اور سفید ملبوسات شام کی روشنی میں اور نکھر آئے تھے، اور دوپٹوں کے کنارے ہوا میں ہلکے سے لہرا جاتے۔

ایک طرف کیٹرنگ کی میزوں سے بھاپ اٹھ رہی تھی، پلیٹوں کی کھنک اور کھانوں کی خوشبو فضا میں شامل تھی، اور ملازم سفید اور مارون وردیوں میں مہمانوں کے بیچ سے خاموشی سے گزر رہے تھے۔ بچے لان کے کنارے بھاگتے پھر رہے تھے، ان کی ہنسی موسیقی کے ساتھ ایک عجیب سا میل بنا رہی تھی۔

آفت گینگ بھی ایک میز پر بیٹھے تھے۔ عدیل نے آف وائٹ رنگ کی شلوار قمیض پہن رکھی تھی اس پر اس نے گرے رنگ کی واسکٹ پہن رکھی تھی، لڑکیوں میں مروہ نے ہلکے گلابی، صفا نے گرے اور فروہ نے پیچ رنگ کا غرارہ پہن رکھا تھا، ہلکے مناسب میک اپ اور جیولری میں وہ تینوں کسی سلطنت کی شہزادیاں معلوم ہو رہی تھیں۔

"تمہیں کیا لگتا ہے طلال بھائی ہبہ بھابھی کو فیس ریویل میں کیا دیں گے؟" صفا نے مروہ کے کان میں سرغوشی کرتے ہوئے پوچھا تھا

"فیس ریویل مطلب؟" وہ مسکراتے ہوئے بظاہر مہمانوں کو دیکھ رہی تھی جبکہ سارا دھیان اب اس face reveal پر لگ چکا تھا۔

"ارے وہ کیا کہتے ہیں براؤن لوگ اسے؟" اس نے عدیل کو اپنی گفتگو میں متوجہ کیا

"کسے؟" اس نے ان دونوں کو دیکھتے ہوئے پوچھا

"فیس ریویل کو نا؟" صفا نے اپنی نیل پینٹ کو دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔

"کبھی تو برگر نہ بنا کرو تم" عدیل نے ہنکارا بھرا تھا۔ جس پر صفا نے منہ بنایا اور مروہ نے ناسمجھی سے اسے دیکھا

"کیا کہہ رہی ہے یہ عدیل بھائی؟" مروہ نے اس کی جانب دیکھا

"منہ دکھائی کی بات کر رہی ہے یہ اچھا داری ہا تھی" عدیل کے نخوت کے ساتھ کہنے پر مروہ اور فروہ کا قہقہہ گونجا تھا۔

"نام تو فِٹ رکھا ہے تم نے اس کا" فروہ نے ہنستے ہوئے کہا تھا۔

"یہی ایک نام تھا جو "موٹو" پر فٹ بیٹھ رہا تھا" وہ بھی ہنستے ہوئے بولا تھا۔

صفا نے حسبِ معمول منہ بنالیا تھا۔

"کم آن صفا آج کے دن تو ناراض نہ ہو، وہ دیکھو عماد بھائی تائی امی کو لا رہے ہیں" اس کے کہنے پر سب نے نظریں اٹھا کر سامنے سے آتے عماد کو دیکھا تھا جو بوسکی کی آف وائٹ شلوار قمیض پہنے ہوئے تھا اس کے اوپر اس نے ہلکے بھورے رنگ کی شال یوں اوڑھ رکھی تھی اس کی پوری پر سنیلٹی کو چار چاند لگ گئے تھے۔ شال کے کناروں پر اسی آف وائٹ رنگ کی نفیس سی کڑھائی کی گئی تھی۔

پہلے کی تلخ کلامی کے باوجود فروہ نے اسے ایک نظر دیکھا تو پلکیں جھپکنا بھول گئی، وہ آج اس قدر جاذبِ نظر لگ رہا تھا۔

اس نے خالدہ کی وہیل چیئر کو تھام رکھا تھا، وہ بھی عماد کی طرح آف وائٹ سادہ شلوار قمیض میں ملبوس تھیں، سر پر دوپٹہ سلیقے سے ٹھہرایا ہوا تھا، انہوں نے ہلکے سے مسکراتے ہوئے سب کو دیکھا تھا۔

وہ خالدہ کو وہاں چھوڑ کر جانے ہی لگا تھا کہ یک دم نظر فروہ پر آ ٹھہری، ہائے یہ ظالم دل!

اس نے کتنی کوشش کی تھی کہ وہ اس ظالم حسینہ کو نہ دیکھے مگر یہ دل بھی نا،

دل کے اختیار بڑے بے اختیار ہوتے ہیں!

اس نے اسے دیکھ کر نگاہیں پلٹنی چاہیں لیکن عین اس لمحے اس کا دھیان پیچھے بجتی موسیقی کے اشعار پر ٹھہر گیا۔

لٹھے دی چادر

یہ الفاظ گونجتے ہی اس نے فروہ کو دیکھا، جو نم آنکھوں سے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

اُتے سلیٹی رنگ ماہیا

اسے یوں معلوم ہوا جیسے وہ براہِ راست اسی سے مخاتب تھی۔

آوو سامنے، آوو سامنے

بھوری نگاہیں ان اشکوں سے بھری نگاہوں پر ٹھہر گئی تھیں۔

کولوں دی رُس کے نہ لنگ ماہیا

اسے یوں لگا جیسے یہ فروہ کے دل کی آواز ہو۔

لٹھے دی چادر اُتے سلیٹی رنگ ماہیا

آوو سامنے، آوو سامنے

کولوں دی رُس کے نہ لنگ ماہیا

اس نے بے ساختہ نگاہیں ہٹائیں تھیں، نظروں کا ارتکاز ہٹتے ہی فروہ نے بھی نم نگاہیں جھکا لیں تھیں۔

ایک کے دل نے التجاء کی تھی تو دوسرے کے دل نے سن لی تھی۔

اور پھر سب کچھ سن کر، جان کر بھی وہ دونوں یوں ہو گئے جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔

"مروہ ہبہ بھابھی کو فوٹو شوٹ کے لئے پچھلے لان میں لے جاؤ پھر ایونٹ سٹارٹ کرنا ہے" عماد نے فروہ کو نظر انداز کرتے ہوئے مروہ کو کہا تھا۔

پچھلے لان کا ذکر سنتے ہی فروہ کا سانس رکا تھا، اس کے چہرے پر اضطراب ہی اضطراب دکھائی دے رہا تھا۔

اس نے عماد کو کچھ کہنا چاہا مگر پھر بے بسی سے چپ کر گئی وہ چیخ چیخ کر سب کو کہنا چاہتی تھی کہ یہ غلطی نہ کریں، مگر کچھ تھا جو اسے ایسا کرنے سے روک رہا تھا شاید یہ ڈر کہ کوئی اس کا یقین کرے گا یا نہیں، اور شاید اسی ڈر نے اسے کسی کو بھی بتانے سے روک رکھا تھا۔

"جی ٹھیک ہے عماد بھائی" مروہ نے کہا اور وہاں سے اٹھ کر چلی گئی، فروہ بس لاچاری سے اسے جاتا ہوا دیکھ رہی تھی۔

☆☆☆☆☆

جاری ہے۔

ZOHA ASIF